اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر: غلام نبی

تار کا پتہ: الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۹۳

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ عہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ عہ

جلد ۲۱	مطابق ۷ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء	یوم پنجشنبہ	۱۵ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۵۲ھ	نمبر ۳۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۵ ستمبر رات کے ۹ بجے بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لے آئے ؛

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب چند دن کے لئے پالم پور تشریف لے گئے ہیں ؛

۵ ستمبر حضرت میرزا شریف احمد صاحب ناظم تربیت جسمانی نے احمدیہ ٹریننگ کور کے نوجوانوں کے سامنے ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ جس میں فوجی سکھلائی کے بعض اصول بیان کئے۔ اب تک اس وقت تک مقامی اور بیرونی نوجوانوں کی تعداد چالیس کے قریب ہے ؛

جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ ۶ ستمبر کو لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ شملہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ؛

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بی اے کی بمبئی سے روانگی

بمبئی ۲ ستمبر۔ بندرگاہ بمبئی باب الہند کے نام سے اس لئے مشہور ہے۔ کہ ممالک غربیہ کو جانے۔ یا آنے والے اصحاب بالعموم اسی مقام سے گزرتے ہیں۔ میں دوران قیام بمبئی میں عرصہ تین سال سے ہر مذہب وملت اور ہر درجہ وطبقہ کے لوگوں کو یہاں سے جاتے اور آتے دیکھتا ہوں۔ اور ہر ایسے موقعہ کا نظارہ میرے قلب پر ایک لرزہ خیز اثر پیدا کرتا ہے۔ اور میں بے اختیار ہو جاتا ہوں۔ اس مقدس انسان پر درود اور سلام بھیجنے کے لئے۔ جو اس زمانہ میں احیاء اسلام اور تجدید سنت نبوی کے لئے بھیجا گیا۔ روانگی یا مراجعت سفر کے وقت دعا کا جو طریق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز فرمایا۔ اسے مسلمان قطعاً فراموش کر چکے ہیں۔ اور اب اس احیاء سنت اور دعا پر یقین وایمان کا نظارہ احمدی حضرات کی آمد و روانگی کے وقت ہی باب الہند یعنی بیلارڈ پیر کے عالیشان ہال میں نظر آتا ہے۔ اس وقت جبکہ ہندو۔ عیسائی۔ مسلمان۔ یہودی ہر مذہب وملت کے لوگ بوقت روانگی اپنے عزیز واقارب اور دوست واحباب سے ملاقاتیں کرکے رخصت ہوتے ہیں احمدی احباب خدا تعالیٰ کے حضور سر نیاز خم کرتے ہوئے دعا میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ یہی ایک نظارہ۔ دعا پر یقین اور یہ کیفیت ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور قوت قدسیہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے ؛

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بی اے خلف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے یکم ستمبر کو وارد بمبئی ہوئے۔ سٹیشن پر احمدی احباب استقبال کے لئے موجود تھے سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کے دولت کدہ پر آپکا قیام ہوا۔ اور آج ۲ ستمبر کو ہمارا واجب الاحترام عزیز جو ذریت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے ہے بغرض تعلیم چترال نامی جہاز پر سوار ہو کر عازم انگلستان ہوا۔ روانگی کے وقت مجمع احباب نے آپ کی کامیابی اور بسلامت روی وباز آئی کے لئے بخلوص دل سے دعا کی۔ پھولوں کے ہار پہنائے۔ حضرت عرفانی صاحب نے راستہ کے انتظامات آمد ورفت کے لئے افسران وملازمین جہاز سے مل کر انتظامات کرنے میں بے حد مستعدی سے کام لیا۔ روانگی جہاز سے چند منٹ پیشتر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ان ..

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات پر تبلیغ احمدیت

موضع سوہل پور دبنگال میں تبلیغ

مکرم عبد الرحمٰن خاں صاحب سکرٹری تبلیغ برہمن بڑیہ بنگال لکھتے ہیں موضع سوہل پور میں ایک جلسہ کیا گیا۔ مولوی نجابت اللہ صاحب اور سید سعید احمد صاحب پراونشل مبلغ نے وفات مسیح اور ضرورت مصلح پر تقریریں کیں۔ غیر احمدیوں نے تقریروں کو دلچسپی سے سُنا ایک غیر احمدی نے اعتراضات کئے۔ جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔

موضع دیوا گرام میں جلسہ

زیر صدارت مولوی غلام صمدانی صاحب بی۔ ایل امیر جماعت ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی نذیر علی صاحب اور مولوی عزیز الدین صاحب نے وفات مسیح اور احمدی وغیر احمدی میں امتیاز پر تقریریں کیں۔ مولوی سید سعید احمد صاحب نے "توحید اور روحانی ترقی" پر تقریر کیں۔ تقریریں عام طور پر پسند کی گئیں۔

برہمن بڑیہ ڈسٹرکٹ احمدیہ ایسوسی ایشن کی تبلیغی جدوجہد

مکرم غلام صمدانی خاں صاحب امیر ڈسٹرکٹ احمدیہ ایسوسی ایشن لکھتے ہیں۔ کہ مارچ لغایت جون ۱۹۳۳ء مختلف مقامات پر چار تبلیغی جلسے کئے گئے۔ جن میں احمدیت سے متعلق مسائل پر مختلف اصحاب نے مفید تقریریں کیں۔ غیر احمدی بھی شامل ہوتے رہے۔ بعض تقریروں کے بعد سوالات ہوئے۔ اور جواب دیئے گئے۔ ان کے علاوہ ایک میٹنگ پلیڈر ایسوسی ایشن۔ اور دوسری مختار ایسوسی ایشن میں منعقد کی گئی۔ دونوں میں حاضرین کی تعداد کافی تھی جن کے سامنے صوفی عبد القدیر صاحب سابق مبلغ انگلستان نے تقریریں کیں۔ جو بہت مؤثر تھیں۔ تین مشاورتی اجلاس بھی منعقد کئے گئے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف ایک شائع شدہ ٹریکٹ کا جواب بکثرت تقسیم کیا گیا۔ اور ایک تبلیغی ہینڈبل شائع کیا گیا۔ انصار اللہ بھی مصروف تبلیغ ہے۔ مولوی نذیر علی صاحب۔ مولوی علی انور صاحب ڈاکٹر محبوب الرحمٰن صاحب۔ سید عبد المالک خادم صاحب۔ مولوی عبد الاکبر صاحب۔ محمد اسحاق صاحب۔ اور رؤفت داد خاں صاحب نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اس عرصہ میں اللہ کے فضل سے ۱۷ کس نے بیعت کی۔

منگروٹھہ غربی ضلع ڈیرہ غازیخان میں جلسہ

جناب حفیظ اللہ صاحب انسپکٹر تبلیغ اطلاع دیتے ہیں:۔

گزشتہ ماہ ایک جلسہ کیا گیا۔ معززین و دیگر اہالیان قصبہ کو خاص چٹھی کے ذریعہ اطلاع دینے کے علاوہ شہر میں منادی بھی کرائی گئی۔ تاریخ مقررہ پر پچاس سے زائد احمدی بیرونی جماعتوں سے تشریف لاکر شریک جلسہ ہوئے۔ کھانے اور رہائش کا انتظام میں نے کیا تھا۔ حسب پروگرام خانصاحب غلام قادر خاں صاحب قیصرانی سکرٹری جماعت احمدیہ نے اجرائے نبوت اور خاتم النبیین کی حقیقت پر تقریر فرمائی۔ پھر مولانا محمد صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود پر تقریر کی۔ بعد ازاں علی محمد صاحب نے تقریر کی اختتامی تقریر عاجز نے کی۔ جس میں ہر پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت واضح کی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ تقاریر کے بعد سوالات کا بھی موقعہ دیا گیا۔ لیکن کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔ اس جلسہ کے انعقاد میں بعض غیر احمدی معززین نے بھی امداد دی جس کے لئے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

پنجاب ہائیکورٹ کا آئندہ چیف جسٹس کون ہو گا

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے متعلق خیال

دہلی کی ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء کی خبر ہے۔ کہ اخبار "ٹائمز ویکلی" کے سپیشل نامہ نگار مقیم لنڈن نے لکھا ہے:۔

"لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سر شادی لال کے جانشین کے طور پر جو ۱۹۳۵ء میں ریٹائر ہو جائیں گے۔ سرکاری حلقوں میں چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا نام لیا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جائنٹ کمیٹی کے سلسلہ میں انہوں نے اعلےٰ قانونی قابلیت کا ثبوت دیا ہے"

اگلا الفضل وی پی ہو گا

۷ ستمبر کا الفضل وی پی نہیں کیا۔ تا خریداروں کو بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیجنے کی مزید مہلت مل جائے۔ اور ۵ آنے زائد خرچ نہ پڑے۔ اب اگلا الفضل ضرور وی۔ پی ہو گا۔ جو بہر حال وصول کر لینا چاہیئے۔ انکار کرنے سے نہ صرف دفتر کی محنت ضائع جاتی ہے۔ بلکہ بہت سا خرچ زائد فنڈ پر پڑ جاتا ہے۔ اور خریداروں کی تعداد بھی کم ہو جاتی ہے۔ بحالیکہ میں مسلسل اپیل کر رہا ہوں۔ کہ احباب کرام الفضل کے خریدار بڑھانے کے لئے پوری جدوجہد فرمائیں (مینیجر)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تازہ اجلاس کی روئداد

قیام اتحاد کیلئے ایک بار پھر کوشش

لاہور ۴ ستمبر۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس اسسٹنٹ سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں۔

کل ۳ ستمبر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس ۶ بجے شام لورینگ لاہور میں منعقد ہوا۔ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ سے صدارت کے لئے درخواست کی گئی۔ اسسٹنٹ سیکرٹری نے پہلے وہ واقعات جو ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب۔ ملک برکت علی صاحب۔ اور خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب کے استعفے پر منتج ہوئے۔ خلاصۃً بیان کئے۔ پھر اس کے بعد پیدا ہونے والی صورت حالات سے ممبران کو آگاہ کیا۔ اور وہ جوابات پڑھ کر سُنائے۔ جو کمیٹی کے بعض مقتدر ارکان کی طرف سے تمام ممبران کے نام ارسال کردہ ایک گشتی مراسلہ کے جواب میں آئے تھے۔ اس مراسلہ میں ارکان کمیٹی کی رائے اس بارہ میں دریافت کی گئی تھی۔ کہ لاہور میں منعقدہ ۲۔ جولائی کے نام نہاد پبلک جلسہ میں جو فیصلے کئے گئے ہیں۔ ان کی موجودگی میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو حسب معمول اپنا کام جاری رکھنا چاہیئے۔ یا نہیں۔ اور اگر کام جاری رکھا جائے تو اس کے عہدیدار کون ہونے چاہئیں۔ بارہ ممبروں کے علاوہ جو موجود تھے۔ بیس ممبروں کی طرف سے جو تمام کے تمام اسلامی حلقوں میں بے حد معزز اور مشہور لیڈر ہیں۔ تحریری جوابات موصول ہوئے تھے۔ انہوں نے کمیٹی کو جس صورت میں کہ وہ اوّلاً مرتب کی گئی تھی۔ جاری رکھنے کا پُر زور مشورہ دیا۔ بارہ ممبروں کی طرف سے یہ جواب موصول ہوا۔ کہ وہ موجودہ حالات میں غیر جانبدار رہیں گے۔ اور انیس نے اپنی رائے سے مطلع نہیں کیا۔ تحریری جوابات بھیجنے والوں میں سے اکثر نے سختی کے ساتھ اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ سابقہ عہدہ داروں کو ہی پھر نامزد کر دیا جائے۔ لیکن حاضر ممبروں نے حسب ذیل ریزولیوشن اس امید کے ساتھ منظور کیا۔ کہ غیر حاضر ممبر بھی اس کے ساتھ متفق ہوں گے:۔

اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لئے ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ اور خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب کو علی الترتیب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت اور سکرٹری شپ کے عہدے پیش کئے جائیں۔ اور ۱۶ ستمبر کو شملہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد ہو جس میں ان اصحاب کی طرف سے موصول شدہ جوابات کی روشنی میں عہدیداروں کے تقرر کے سوال کا آخری فیصلہ کیا جائے۔ اور کہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ... حبیب صاحب۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور چودھری غلام مصطفےٰ صاحب بیرسٹر پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ جو اس دوران میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا کام سرانجام دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

والیانِ ریاست ہائے ہند کے تحفظ کا قانون

حکومت کو مسودۂ قانون واپس لے لینا چاہیئے

حیرت انگیز امر

یہ نہایت ہی حیرت انگیز امر ہے۔ کہ حکومت انگریزی جہاں برطانوی ہند کے لوگوں کو مزید سیاسی حقوق دینے کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ اور اس کے لئے سرگرمی سے انتظامات میں معروف ہے۔ وہاں ریاستوں کے باشندوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہی۔ بلکہ ان کے لئے شخصی اور خود سرانہ حکمرانی کی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط اور پختہ بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ حالانکہ ریاستی باشندوں کی موجودہ حالت برطانوی علاقہ کے لوگوں کی حالت کی نسبت ہزار درجہ ابتر ہے۔

حکومت انگریزی کا فرض

ایک ایسی حکومت جس کا دعوےٰ ہے۔ کہ وُہ لوگوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے ان پر حکمرانی کر رہی ہے۔ ظلم و بے انصافی کی جگہ عدل و انصاف قائم کر رہی ہے۔ مظلوم اور پسماندہ اقوام کے لئے ترقی کے مواقع بہم پہونچا رہی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ ریاستوں کے باشندوں کا بھی خیال رکھے۔ انہیں بھی غیر ریاستی لوگوں کے مساوی سیاسی حقوق دے۔ اور شخصی استبداد کے پنجہ سے رہائی دلا کر ترقی کرنے کے قابل بنائے۔ اور یہ نہ سمجھے۔ کہ ریاستی باشندے چونکہ برطانی علاقہ کے لوگوں کی طرح حقوق طلبی کے لئے جد وجہد نہیں کر رہے۔ اس لئے وُہ اپنی حالت پر قانع ہیں۔ اور انہیں ان حق تلفیوں کا احساس نہیں۔ جو ان کے متعلق روا رکھی جا رہی ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ ریاستوں نے انہیں جہالت اور لاعلمی کے گڑھے میں گرا رکھا ہے۔ اور دُوسری وجہ یہ ہے کہ وُہ اس قدر جبر و تشدد کے نیچے دبے ہُوئے ہیں۔ کہ بے انصافیوں اور بے آئینیوں کے خلاف چیخ و پکار کرنے کی بھی جرأت نہیں رکھتے۔ اور اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے۔ اور عزت کی زندگی بسر کرنے کے لئے سہارا ملے۔

حکومت انگریزی اور والیانِ ریاست

اس کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ حکومت انگریزی ان کے اصلاح احوال کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوتی۔ ان کی ترقی اور خوشحالی کے خاص سامان کرتی۔ اور انہیں برطانوی علاقہ کے باشندوں کے پہلو بہ پہلو سیاسی حقوق دینے کا انتظام کرتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ حکومت انگریزی کو ان بے بس و بے کس لوگوں کی بجائے ریاستوں کے حکمرانوں کے اس اقتدار کو قائم رکھنے کا زیادہ خیال ہے۔ جس کی وجہ سے بے چارے ریاستی باشندے کئی قسم کی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اور وُہ یہ اجازت دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ کہ برطانوی ہند کے لوگ ریاستی باشندوں کی حمایت اور تائید میں آواز اٹھا سکیں۔ اور حکومت انگریزی کو ان کی حالت زار کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر سکیں۔

ایک نئے قانون کی تجویز

باوجود اس کے کہ والیانِ ریاست کے تحفظ کے لئے ایک مؤثر قانون تعزیرات ہند میں موجود ہے۔ ریاستی نظام ہائے حکومت کی حفاظت کے لئے ایک اور قانون وضع کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ حکومت ہند کے وزیر داخلہ سر ہیری ہیگ نے اس قانون کا مسودہ مجلس وضع قوانین ہند میں پیش کر دیا ہے۔

اس نئے قانون کے وضع کرنے کی ضرورت یہ بیان کی جا رہی ہے۔ کہ چونکہ برطانوی علاقہ کے باشندے ریاستوں کے معاملات میں بے جا مداخلت کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے انگریزی حکومت پر جو ریاستوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ریاستی نظام ہائے حکومت کی حفاظت کا مُوثر انتظام کرے۔

خلاصۂ قانون

اس غرض سے جو مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔ وُہ تین شقوں پر مشتمل ہے۔ اول یہ کہ ریاستوں کے نظام ہائے حکومت کو اخبارات کے حملوں کی زد سے بچایا جائے۔ دوم یہ کہ ایسی سرگرمیوں کا انسداد کیا جا سکے۔ جو برطانی ہند میں ریاستی حکام کے خلاف عمل میں لائی جائیں۔ سوم یہ کہ برطانی ہند میں ایسی جماعتوں کی ترتیب و تنظیم کا سدباب کیا جا سکے۔ جو کسی ریاست میں جتھے بھیجکر اس کے داخلی امور میں مداخلت کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔

اثراتِ قانون

ان مقاصد کے لئے قانون میں اس طرح تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔ کہ آئندہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۱ - الف کا نفاذ ہر ایسی تحریر و تقریر پر ہو سکے گا۔ جو کسی ریاستی نظام حکومت کے خلاف بغاوت انگیز سمجھی جائے گی۔ اخبارات کے ہنگامی قانون کے تحفظات میں جو ملک معظم کی حکومت کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ ریاستی نظام ہائے حکومت کو بھی شامل سمجھا جائے گا۔ یعنی آئندہ ملک معظم کی حکومت کے علاوہ ہندوستان کے چھ سو پینسٹھ والیانِ ریاست کی حکومتوں کے خلاف بھی جو اخبار آواز اٹھائے گا اُسے بھی خطرہ ہو گا۔ کہ اس سے ضمانت نہ طلب کر لی جائے۔ پھر اسے ضمانت کے ضبط ہو جانے کا بھی ڈر لگا رہے گا۔ اسی طرح مجسٹریٹوں کو اختیار ہو گا۔ کہ اپنے علاقوں میں ریاستوں کے خلاف جماعت بندی کی تحریک کو حکماً روک دیں۔ اور افراد۔ اور جماعتوں کے نام امتناعی احکام صادر کر سکیں۔ پانچ سے زیادہ اشخاص کے اجتماع کو خلاف قانون قرار دے دیں۔ اور ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دے سکیں۔ پولیس افسر کو اختیار ہو گا۔ کہ اس قانون کے مفاد کی خلاف ورزی کرنے والوں کو وارنٹ دکھائے بغیر گرفتار کر لے۔

پہلے قوانین کافی ہیں

اس میں تو کسی امن پسند انسان کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ خلاف امن و خلاف آئین سرگرمیوں کا انسداد کرنا حکومت کا فرض ہے خواہ ایسی سرگرمیاں برطانی علاقہ سے متعلق ہوں خواہ ریاستوں سے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا ریاستوں کی حفاظت کے سابقہ قوانین کسی موقعہ پر ناکافی ثابت ہُوئے ہیں۔ کہ ایک ایسا قانون نافذ کرنے کی تجویز کی جا رہی ہے جس کی وسعت اور ہمہ گیری سے یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اس کے نافذ ہو جانے کے بعد کسی بھی والیٔ ریاست کے خلاف کوئی شخص آواز نہ اٹھا سکے گا۔ برطانوی علاقہ کے اخبارات ریاستی لوگوں کے مصائب و مشکلات حکومت انگریزی کے گوش گزار کرنے سے محروم رہیں گے۔ اور حکومت اصلاح احوال کی طرف متوجہ نہ ہو سکے گی۔ ہمیں کوئی ایک موقعہ بھی ایسا نظر نہیں آتا جب گورنمنٹ کسی ریاست کے متعلق خلاف آئین کارروائیوں کا انسداد کرنے سے اس لئے قاصر رہی ہو۔ کہ اس کے نافذ العمل قوانین کافی نہ تھے۔

ریاستوں کے متعلق آواز اٹھانے کا فائدہ

اس کے مقابلہ میں یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ برطانی ہند کے اخبارات اور آئین پسند پارٹیوں نے حکومت کے سامنے ایسے واقعات اور حالات رکھے۔ جن کی وجہ سے حکومت کو ریاستوں میں اصلاح کی ضرورت کا اعتراف کرنا پڑا۔ اور ایسے انتظامات کئے گئے۔ جو ریاستی رعایا کے حقوق کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھے گئے

ریاست کشمیر کی مثال

اس کی واضح مثال کے طور پر ریاست کشمیر کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہاں کی رعایا ایک عرصہ سے کئی قسم کی بے انصافیوں اور حق تلفیوں کا شکار ہو رہی تھی۔ اور اس وجہ سے اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ لیکن جب تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور برطانی علاقہ کے اخبارات نے ان کی حمایت میں آواز نہ اٹھائی۔ اور حکومت انگریزی کے سامنے اصل حالات نہ رکھے۔ اس وقت تک نہ تو ریاست کو اپنی رعایا کی تکالیف اور مشکلات کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور نہ حکومت انگریزی نے اس بارے میں کچھ کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ گلینسی کمیشن کا تقرر اور اس کی سفارشات یقیناً اسی جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ جو آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت کی۔ اور اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آئین کے ماتحت برطانوی علاقہ میں کسی ریاست کے معاملات کے متعلق اصلاح کی کوشش کرنا اور ریاستی رعایا کے حقوق کی حمایت میں آواز اٹھانا خود ریاست اور حکومت انگریزی کی بہت بڑی خدمت سرانجام دینا ہے۔ اور اس کے رستہ میں پابندیاں عائد کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا :۔

حق و انصاف کا تقاضا

ریاستوں میں جس خود مختاری۔ اور مطلق العنانی کا دور دورہ ہے اس سے حکومت انگریزی ناواقف نہیں۔ اور ریاستی رعایا کی حالت زار اس کا ناقابل انکار ثبوت پیش کر رہی ہے۔ ان حالات میں حق و انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ انگریزی حکومت ریاستی لوگوں کی ترقی کی طرف خاص طور پر متوجہ ہو۔ نہ کہ اس بارے میں۔ اگر کوئی اور کوشش کرنا چاہے۔ تو اس کے رستہ میں ناقابل عبور روکاوٹیں ڈال دی جائیں :۔

ریاستی باشندوں کیلئے انصاف طلبی کا ذریعہ

ریاستی باشندوں کے پاس اس وقت اپنی حق تلفیوں کے خلاف آواز اٹھانے اور حکومت انگریزی سے داد طلب کرنے کا ذریعہ سوائے اس کے کیا ہے۔ کہ وہ برطانی ہند کے اخبارات کا سہارا لیں۔ اور جو لوگ آئینی طور پر ان کی آواز انگریزی حکومت تک پہنچا سکتے ہیں۔ اور ان کے لئے انصاف طلب کرنے کے لئے اپنے وقت اور مال کی قربانی کر سکتے ہیں۔ ان کی طرف رجوع کریں لیکن اگر حکومت ہند نے ایسی پابندیاں عائد کر دیں۔ جن کی وجہ سے ریاستوں کی مظلوم رعایا کی حمایت میں آواز اٹھانا ناممکن ہو گیا۔ تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہوگا۔ کہ ریاستوں کی رعایا کس مپرسی اور بے بسی کی حالت میں پڑی رہے گی۔ اور جس ملک کی اتنی بڑی آبادی کی یہ حالت ہو اس کی ترقی و خوشحالی ایک خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ ریاستوں کے پسماندہ اور بے بس باشندوں کا برطانی ہند کے لوگوں کی جائز حمایت سے محروم رہنا نہایت ہی افسوسناک امر ہوگا۔ جو نہ حکومت انگریزی کے لئے مفید ہوگا۔ اور نہ ریاستوں کے لئے :۔

وائسرائے ہند کا بیان

وائسرائے ہند نے اپنی تازہ تقریر میں مجوزہ قانون کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ

"اس کا مقصد دیسی ریاستوں کو ایسی تحریکوں سے محفوظ رکھنا ہے جو برطانی ہندوستان میں ان کے نظم و نسق کو تہ و بالا کرنے۔ یا اس کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے شروع کی جاتی ہیں۔ گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ قانون سے یہ مقصد حل نہیں ہوتا اس لئے میری گورنمنٹ محسوس کرتی ہے۔ کہ جس طرح برطانوی ہندوستان میں صوبوں کو قابل اعتراض اور تہ و بالا کرنے والی سرگرمیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے قانون موجود ہے۔ اسی طرح کا قانون دیسی ریاستوں کی حفاظت کے لئے بھی ہونا چاہیئے"

ریاستی اور برطانی علاقہ کے حالات میں فرق

جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ گورنمنٹ کا یہ حق ہے۔ کہ نظم و نسق کو تہ و بالا کرنے والی سرگرمیوں کا انسداد کرے۔ لیکن اس کے لئے یہ دیکھنا بھی ضروری ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا قانون تو نافذ نہیں کر رہی۔ جس کی ضرورت نہیں۔ اور جس کے حالات متقاضی نہیں جہاں ہم یہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ کسی ایک موقعہ پر بھی حکومت کسی ریاستی نظام حکومت کو تہ و بالا کرنے والی سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے سے اس لئے قاصر نہیں رہی۔ کہ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا۔ وہاں ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ریاستوں کے معاملات ایسے نہیں ہیں۔ کہ جو قوانین برطانی ہندوستان کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جاری کئے گئے ہیں۔ ان کا ریاستوں کے متعلق بھی نفاذ کیا جائے۔ ظاہر ہے۔ کہ برطانی ہند میں حکومت نے ایسے قوانین اسی وقت جاری نہیں کر دیئے تھے۔ جب اہل ہند نے سیاسی جدوجہد شروع کی تھی۔ بلکہ ایک لمبے عرصہ کے بعد جب نظام حکومت کو درہم برہم کرنے کے کھلم کھلا دعوے کئے گئے۔ تشدد اور خونریزی کے پے بہ پے واقعات رونما ہونے لگے۔ قانون شکنی اور سول نافرمانی کی زور شور سے تحریکیں شروع ہو گئیں۔ جب جاری کئے۔ لیکن ریاستوں کے متعلق اس وقت تک قطعاً ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے۔ ریاستی رعایا کی جدوجہد بالکل ابتدائی حالت میں اور آئین کے ماتحت ہے۔ ان کی امداد کرنے والے بھی عام طور پر آئینی جدوجہد کرنے والے ہی ہیں۔ اور جو غیر آئینی کارروائی کرنا چاہیں۔ ان کی سرگرمیوں کا انسداد کرنے کے لئے حکومت پورا انتظام رکھتی ہے۔ جیسا کہ احراریوں کی جتھہ بازی کے وقت ثابت ہو چکا ہے۔ پھر برطانوی ہند میں نافذ شدہ ان قوانین کو جو حال میں جاری کئے گئے۔ ریاستی رعایا کی جدوجہد کی ابتدائی حالت میں ہی جاری کر دیا کیونکر مناسب ہو سکتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا نکل سکتا ہے۔ کہ بے چارے ریاستوں کے باشندے سر اٹھاتے ہی دبک کر رہ جائیں۔ اور آئینی جدوجہد سے محروم ہو کر جس کے لئے وہ یقیناً برطانی ہند کے آئین پسندوں کی امداد کے محتاج ہیں۔ ریاستوں کی مطلق العنانی کا شکار بنے رہیں :۔

ان حالات کی موجودگی میں ہم مجوزہ مسودہ کو قطعاً نامناسب سمجھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اسے واپس لے لے :۔

مولوی ظفر علی صاحب کی قابل رحم حالت

"زمیندار" کے مولوی ظفر علی صاحب نے اپنی ساری عمر جن حالات میں گزاری۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کی جانی و مالی مشکلات اٹھائیں۔ اور اپنے ساتھ اور بھی بہت سوں کو مبتلائے آلام کیا۔ لیکن نتیجہ جو کچھ نکلا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اور اگر مختصر الفاظ میں معلوم کرنا ہو۔ تو مولوی صاحب کے خاص دوست مہاشہ کرشن کے اخبار "پرتاپ" (۲۵ اگست) کے حسب ذیل الفاظ پڑھ لئے جائیں :۔

"لوگ ان (مولوی صاحب) سے نفرت کرتے ہیں۔ مجھے ان پر رحم آتا ہے۔ میں سوچتا ہوں۔ کہ ان کا بنا کیا۔ جس شخص نے اپنی ساری عمر جدوجہد اور قربانیوں میں گزار دی ہو۔ اس کا یہ حسرتناک انجام۔ نہ کانگرس انہیں اپنا سمجھتی ہے۔ نہ مسلمان۔ نہ کانگرس نے انہیں کسی ذمہ داری کے قابل سمجھا۔ نہ مسلمانوں نے ان پر اعتماد کیا۔ جن ٹوڈی مسلمانوں کے ساتھ اس وقت وہ اپنا رشتہ اتحاد جوڑ رہے ہیں۔ وہ ان سے اس طرح ڈرتے ہیں۔ جس طرح کوئی سانپ سے ڈرتا ہو"

کاش مولوی صاحب آئندہ کے لئے ہی سبق حاصل کریں :۔

ٹرکی کو مغرب کی تقلید سے کیا ملا

ٹرکی میں اسلام کی طرف سے صریح اجازت کے باوجود عیسائی حکومتوں کی تقلید میں ایک سے زیادہ بیویوں کا رکھنا قانوناً ممنوع قرار دیدیا گیا۔ اور عورتوں کا پردہ جبراً اڑا دیا گیا۔ اس کا نتیجہ وہی نکلا۔ جو عیسائی ممالک میں عرصہ سے نکلتا چلا آ رہا ہے یعنی بدکاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ گزشتہ ماہ میں شکاگو میں جو بین الاقوامی خواتین کانفرنس ہوئی۔ اس میں دختر علی اکرم سابق گورنر بروشلم نے تقریر کرتے ہوئے کہا "ہمارے ملک میں مغرب کی دیکھا دیکھی ڈانس ہال میں چہرہ پر پوڈر وغیرہ لگا کر جانے والی لڑکیوں اور خواتین نے ایک نکاح کی حمایت شروع کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے بدکاری پھیل گئی ہے۔ اور بچے زیادہ تر حرامی پیدا ہو رہے ہیں۔ جب کثرت ازدواج کا رواج تھا۔ تمام بچے صحیح النسل پیدا ہوتے تھے۔ اور ہر ایک عورت کا شوہر تھا۔ لیکن جب سے مغرب کے نقش قدم پر چل کر ہمارے ملک میں ایک نکاح کا طریقہ جاری ہوا ہے۔ بدکاری زور پکڑ رہی ہے۔ اور دھڑا دھڑ حرامی بچے پیدا ہو رہے ہیں" (پرتاپ ۳۱ اگست) اس سے بڑھ کر اسلامی شریعت کو نظر انداز کر دینے کا عبرتناک بلکہ شرمناک انجام اور کیا ہو سکتا ہے :۔

حضور سرورِ کائنات کا اُسوۂ حسنہ اور کلماتِ طیبات

(۲۲)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جنگ بدر کے جو کافر قیدی فدیہ کی رقم نہ دے سکتے تھے۔ ان کا فدیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تجویز کیا تھا۔ کہ وہ مدینہ کے لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں۔ اور پھر آزاد ہو جائیں۔ راوی کہتا ہے۔ کہ چند دنوں کے بعد ایک لڑکا روتا ہوا اپنے باپ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ میرا استاد مجھے مارتا ہے۔ اس نے کہا کہ شریر آدمی جنگ بدر میں شکست کھانے اور قید ہونے کا بدلہ معصوم بچوں کو مار کر نکالتا ہے۔ جا اب اس کے پاس نہ جانا ؞

(۲۳)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ خندق کی لڑائی میں مسلمانوں نے مشرکوں کے ایک بہت بڑے آدمی کو قتل کر دیا اس پر مشرکوں کا ایک وفد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا۔ کہ اس مقتول کی نعش ہمیں دے دی جائے۔ ہم اس کے بدلہ میں کافی روپیہ دینے کو تیار ہیں۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ اس کی نعش انہیں دے دو۔ اور آپ نے کوئی روپیہ ان سے نہ لیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم نے مردہ فروشی کیا کرنی ہے ؞

(۲۴)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے کہا۔ کہ اگر میں نے کبھی محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خانۂ کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ تو وہیں پاؤں رکھ کر گردن توڑ دوں گا (معاذ اللہ) آپ نے سنا۔ تو فرمایا اگر وہ ایسا کرنے لگے۔ تو فرشتے اسے وہیں ہلاک کر دیں ؞

(۲۵)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ اور یہ میں فخر جتانے کے لئے نہیں کہتا۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ میں دنیا کے ہر کالے اور گورے کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ پس اسود و احمر میں سے جو لوگ بھی مجھے قبول کر لیتے ہیں۔ وہ سب آپس میں مساوی اور برابر ہو جاتے ہیں ؞

(۲۶)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کسی عورت کا نکاح بغیر ولی کے نہیں ہو سکتا۔ اور جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ بادشاہ وقت اس کا ولی ہوتا ہے ؞

(۲۷)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ جو ہمارے بوڑھوں کی عزت اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا۔ اور جو نیکی کا حکم اور بدی سے منع نہیں کرتا ؞

(۲۸)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ دو شخص اپنی کوئی ضرورت بیان کرنے کے لئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات شروع کی۔ تو آپ نے اس کے مونہہ سے بدبو محسوس کی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم مسواک نہیں کیا کرتے۔ اس نے کہا۔ حضور مسواک تو میں کیا کرتا ہوں۔ مگر اس وقت میں تین سے بھوکا ہوں۔ آپ نے یہ سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ اسے ابھی اپنے ہاں مہمان لے جا۔ اس پر وہ صحابی اسے اپنے گھر لے گیا۔ اور اسے مہمان رکھا۔ اور جو ضرورت وہ حضور سے عرض کرنے آیا تھا۔ وہ بھی اس کی پوری کر دی ؞

(۲۹)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دوران گفتگو میں کہا۔ کہ اگر خدا نے اور آپ نے چاہا تو یہ کام ہو جائیگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہیں۔ کیا تو مجھے خدا کا شریک ٹھہراتا ہے! اس طرح نہ کہو۔ بلکہ یوں کہو کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ کام ہو جائے گا۔ اور بس

(۳۰)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ ضمام ازدی مکہ میں آیا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ کفار قریش کے لڑکے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس نے آواز دے کر کہا۔ کہ اے محمد! میں طبیب ہوں۔ اور تیرے جنون کا علاج کر سکتا ہوں۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ یہ سنکر ضمام کہنے لگا۔ کہ خدا کے لئے ایک دفعہ اور یہ کلمات مجھے سنائیے۔ پھر کہا۔ میں نے اعلیٰ سے اعلیٰ شعر سنے ہیں۔ اور بڑے بڑے کاہنوں اور نجومیوں کی گفتگو سنی ہے۔ مگر میں نے ایسے عجیب کلمات کبھی نہیں سنے خدا کی قسم ان میں تو اتنا اثر ہے۔ کہ اگر یہ سمندر میں ڈالے جائیں تو اس کی تہ تک اپنا اثر پہنچا دیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

اس طرح جب وہ مسلمان ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اے ضمام تجھے اور تیری قوم کو ہماری طرف سے امان ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اس واقعہ کے بعد جب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اور کافروں اور مسلمانوں میں لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ تو ایک موقعہ پر اسلامی فوج کا ایک دستہ ضمام کے گاؤں کے پاس سے گزرا۔ اسکی قوم ابھی مسلمان نہ ہوئی تھی۔ اتفاق سے ایک برتن یا اسی قسم کی کوئی اور چیز اس گاؤں سے مسلمان فوج کے ہاتھ لگ گئی۔ مگر معلوم ہونے پر کہ یہ ضمام کی قوم کی چیز ہے۔ فوج نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امان دینے کی وجہ سے انہیں واپس کر دی ؞

(۳۱)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت آئی۔ اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری بہن نے نذر مانی ہے۔ کہ وہ پیدل حج کرے گی۔ آپ نے فرمایا تیری بہن کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنے سے اللہ کو کیا فائدہ۔ اسے کہہ دو۔ کہ سوار ہو کر جائے ہاں اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے ؞

(۳۲)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص کسی جگہ سفر کو گیا جبکہ ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ واپس آیا۔ تو ایک بڑی پکھال شراب کی بطور تحفہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اونٹ پر لاد کر لایا۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کیا لائے ہو۔ اس نے کہا۔ حضور یہ شراب کی پکھال ہے۔ جو میں حضور کے لئے تحفہ لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے حرام کر دیا ہے۔ اس نے کہا حضور مجھے اس کی حرمت کی خبر نہیں پہنچی۔ یہ کہہ کر اس نے اونٹ والے کے کان میں کچھ کہا۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ تو نے اسے کیا کہا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے یہ کہا ہے۔ کہ بازار میں یہ پکھال لے جا کر بیچ آ۔ آپ نے فرمایا۔ کہ

نے اس کا پینا حرام کیا ہے۔ اسی نے اس کا بیچنا بھی حرام کر دیا ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اس شخص نے اسی وقت پکھال کا مونہہ کھول دیا۔ اور ساری شراب بہہ کر ریت میں جذب ہو گئی ؎

(۳۳)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صحت اور فراغت دو بڑی بھاری نعمتیں ہیں۔ مگر اکثر لوگ ان سے محروم ہیں

(۳۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے دربان ذکوان سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت عائشہ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ (امیر معاویہ کے زمانہ میں) اور نزع کے آثار شروع ہو گئے۔ تو انکی بیمار پرسی کے لئے حضرت ابن عباسؓ آئے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کے سرہانے انکے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بیٹھے تھے۔ انہوں نے جھک کر کہا۔ ابن عباسؓ آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس خیال سے کہ اندر آ کر میری تعریف نہ کریں۔ انکار کر دیا۔ مگر عبداللہ نے کہا۔ کہ نہیں انہیں آنے دیں۔ وہ آپ کے عزیز اور نہایت نیک اور صالح ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اچھا بلا لو۔ ابن عباسؓ نے اندر آ کر کہا۔ کہ آپ کو خوشخبری ہو۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کیسی؟ انہوں نے کہا آپ کی اور حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات میں اب کوئی دیر نہیں۔ بدن سے روح نکلتے ہی آپ حضور علیہ السلام سے جا ملیں گی۔ اور آپ تو حضور کی سب بیویوں سے زیادہ پیاری اور آپ کی چہیتی بیوی ہیں۔ اور بغیر اس کے کہ آپ طیب وطاہر ہوں۔ حضور کو آپ سے اس قدر محبت کس طرح ہو سکتی تھی ایک سفر میں آپ کا ہار ابواء مقام پر گر گیا تھا۔ اور اس کی تلاش میں وہاں ٹھہرنا پڑ گیا تھا۔ لیکن لوگوں کے پاس وضو کے لئے پانی نہ تھا۔ اس پر حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ اور تیمم کا مسئلہ مقرر ہوا۔ پس یہ اجازت اور آسانی آپ ہی کی برکت کے سے مسلمانوں کو ملی۔ پھر آپ پر بہتان باندھا گیا۔ تو خدا تعالےٰ نے سات آسمانوں سے جبرئیل امین کے ذریعہ زمین پر آپ کی بریت نازل فرمائی۔ اور دنیا کے کناروں تک قیامت تک جہاں جہاں قرآن پڑھا جائے گا۔ آپ کا ذکر خیر ہوتا رہے گا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر فرمایا۔ ابن عباس! بس کر ایسی باتیں نہ کر۔ یہ ذکر جانے دے۔ خدا کی قسم لَوَدِدْتُ اَنِّی کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ یعنے میں تو چاہتی ہوں۔ کہ میرا نام ونشان نہ رہے۔ اور میں بھولی بسری ہو جاؤں ؎

(سبحان اللہ اللہ کے نیک پاک بندے اور وہ جو کہ یقیناً جنتی ہیں۔ آخرت کے حساب وکتاب سے کتنا ڈرتے ہیں۔ قرآن بھی فرماتا ہے۔ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار مترجم)

(خاکسار سید محمد اسحاق قادیان)

حضرت مریم صدیقہ کی فضیلت

عیسائی صاحبان عیسائیت کی فضیلت میں ایک یہ امر بھی پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت مریم کو قرآن مجید میں تمام عورتوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ اور وہ یہ آیت اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ واذ قالت الملائکۃ یامریم ان اللہ اصطفٰک وطھرک واصطفٰک علیٰ نساء العالمین (آل عمران) یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت مریم کو تمام جہان کی عورتوں میں سے منتخب کر لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اسلام میں کوئی عورت بھی حضرت مریم کے درجہ کی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی تھی

لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ عیسائی جس دعوے کو بڑے زور سے پیش کرتے ہیں۔ اس کی کچھ بھی اصلیت وحقیقت نہیں۔ قرآن مجید کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ ایک بات کو عمومیت کیساتھ بیان فرماتا ہے۔ اور مراد اس سے فقط وہی زمانہ ہوتا ہے۔ جس میں واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی کئی ایک مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ چنانچہ سورۂ النمل ع ۱ میں حضرت سلیمانؑ کا قول درج ہے۔ وقال یاایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء۔ ان ھذا لھو الفضل المبین اس میں حضرت سلیمان کی طرف سے کہا گیا ہے۔ کہ ہمیں دنیا کی ہر چیز دی گئی ہے۔ حالانکہ بہت سی اشیاء جو آج موجود ہیں۔ وہ اس وقت عالم وجود ہی میں نہ تھیں۔ پس اوتینا من کل شیءٍ سے اس زمانہ کی اشیاء ہی مراد لی جا سکتی ہیں۔ یعنے حضرت سلیمان کے وقت جسقدر اسباب آسائش تھے۔ وہ سب ان کو مہیا تھے لیکن آیت میں عموم بیان ہے۔ جس سے مراد وہی اشیاء اور اسباب ہیں۔ جو اس زمانہ میں موجود تھے ؎

اسی طرح شہزادی سبا کے متعلق فرمایا۔ انی وجدت امراۃً تملکھم واوتیت من کل شیءٍ ولھا عرش عظیم (النمل ع ۲) کہ اس شہزادی کو ہر چیز مہیا تھی۔ اور کوئی شے ایسی نہ تھی۔ جو اس کے قبضہ میں نہ تھی۔ اس آیت میں بھی اوتیت من کل شیءٍ کے الفاظ میں عموم ہے۔ مگر ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سے مراد صرف وہی اشیاء اور اسباب ہیں۔ جو اس زمانہ میں میسر ومہیا تھے۔

پس جس طرح ان آیات میں اوتیت من کل شیءٍ سے مراد صرف وہی اشیا ہیں۔ جو اس وقت موجود تھیں۔ اسی طرح حضرت مریم کے متعلق جو اصطفٰک علیٰ نساء العالمین بیان ہوا ہے۔ اس سے ان کی فضیلت انہی عورتوں پر ہے۔ جو آپ کی ہمعصر اور اہل زمانہ تھیں۔ جسطرح پہلی آیات میں بعد کی اشیاء مراد نہیں ہیں ایسے ہی اس آیت میں بھی اس زمانہ کے بعد کی عورتیں مراد نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں خود مہبط وحی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر فرما دی ہے۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی میں زیر آیت واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب کی تفسیر میں لکھا ہے۔ الحمد للہ الذی جعلک شبیھۃ سیدۃ النساء بنی اسرائیل اس میں اس امر کی وضاحت فرما دی کہ حضرت مریم بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار تھیں۔ اور انہی پر ان کو فضیلت تھی۔ نہ کہ بعد میں آنے والی عورتوں پر بھی یعنے نساء العالمین سے مراد نساء بنی اسرائیل ہیں۔ اسی طرح حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا کو سیدۃ النساء اھل الجنۃ قرار دیا۔ (بخاری کتاب المناقب) کہ حضرت فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ حضرت مریم بھی جنت کی عورتوں سے ایک ہیں۔ اس لئے حضرت فاطمہؓ آپ سے افضل ثابت ہوئیں ؎

ان تمام وجوہ سے واضح طور پر یہ ثابت ہے۔ کہ حضرت مریم کی فضیلت صرف بنی اسرائیل کی عورتوں پر ہے ؎

خاکسار ملک محمد عبداللہ مولوی فاضل جامعہ قادیان

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے موقعہ پر بعد مشورہ نمائندگان فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جسقدر جلد ممکن ہو شائع کر دیا جائے۔ دوست اپنی اپنی جگہ کوشش کر کے دو ہزار خریدار پیشگی قیمت دینے والے مہیا کریں ؎

اس لئے گزارش ہے۔ کہ احباب کوشش کے ساتھ خریدار بہم پہنچائیں۔ اور پیشگی قیمت ساڑھے سات روپیہ فی نسخہ کے حساب سے دفتر محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ پر ارسال کر دیں ؎

یہ کام نہایت توجہ اور تن دہی سے ہونا چاہیے تاکہ طباعت کا کام جلد سے جلد ہاتھ میں لیا جا سکے ؎

(ناظر تالیف وتصنیف قادیان)

فضیلت اسلام

اسلامی طریق ذبح کی فضیلت

دنیا میں جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے مختلف طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ کہیں مشین کے ذریعے انہیں ذبح کیا جاتا ہے اور کہیں جھٹکے کے ذریعے۔ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلامی طریق ذبح ان تمام میں سے زیادہ مفید اور انسانی صحت کے لحاظ سے بے حد مفید ہے۔

بظاہر ایک شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ اس میں حرج ہی کیا ہے اگر کسی نے جھٹکہ کھا لیا یا ایک دوسرے نے مشین سے ہلاک کئے ہوئے جانور کا گوشت استعمال کر لیا۔ یا اسلامی طریق سے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت استعمال کر لیا مگر حقیقت یہ ہے کہ طبی لحاظ سے وہی طریق مفید ہے جو اسلام نے بتایا ہے نہ کہ وہ جو کہ آج کل یورپ میں رائج ہے۔ یا سکھ اور گورکھا اقوام میں پایا جاتا ہے۔

غیر اسلامی طریق ذبح

یورپین ممالک میں یہ طریق ہے کہ وہ بہت سے جانوروں کو ایک قطار میں کھڑا کر کے ان کی گردنوں کو شکنجہ میں ڈال کر ایک تیز آرے سے انہیں بسرعت کاٹ دیتے ہیں۔ اس طرح جانوروں کی گردنیں فوراً جدا ہو جاتی ہیں۔ اور ایک سیکنڈ میں کئی کئی سو جانور کٹ جاتے ہیں۔ سکھوں اور گورکھوں میں جھٹکے کا طریق رائج ہے۔ یہ طریق اگرچہ مشین والے طریق سے ملتا جلتا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں ایک ایک جانور کو کھڑا کر کے یا الٹا کر کے اس کی گردن کاٹ دی جاتی ہے۔

اسلامی طریق ذبح

ان دو طریقوں سے بالکل علیحدہ مسلمانوں اور یہودیوں میں ذبیحہ کا جو طریق رائج ہے۔ وہ یہ کہ جانور کو زمین پر لٹا کر تیز چھری کے ساتھ گردن کی شریانوں اور وریدوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ جس سے بکثرت خون نکلنے کی وجہ سے جانور مر جاتا ہے۔ اس طرح گردن تن سے جدا نہیں کی جاتی۔ چونکہ مشین اور جھٹکے کا طریق آپس میں بالکل ملتا ہے۔ اور اختلاف ہے تو ذبیحہ اور جھٹکہ میں۔ اس لئے جھٹکے پر اسلامی طریق ذبح کی فضیلت ثابت کی جاتی ہے۔

تکمیل اخراج الدم کس طرح ہوتا ہے

ذبیحہ اور جھٹکے میں اصولی اختلاف یہ ہے کہ جھٹکے میں جانور کی گردن اس کے تن سے جدا کر دی جاتی ہے مگر ذبیحہ میں گردن جدا نہیں کی جاتی۔ اور چونکہ گردن میں انگوٹھی نما مہرے ہوتے ہیں جن میں سے حرام مغز گذرتا ہے اس لئے جھٹکے میں حرام مغز کٹ جاتا ہے۔ مگر ذبیحہ میں حرام مغز دماغ سے وابستہ رہتا ہے۔ پس اس اصولی اختلاف کے ماتحت جھٹکے میں جانور کی موت کا سبب انتہائی دماغی ضعف ہوتا ہے جو حرام مغز کو صدمہ پہنچنے کی وجہ سے واقعہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جانور کی موت کا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ حرام مغز کا دماغ سے تعلق منقطع ہو جانے کی وجہ سے عضلات تنفس بے حس و حرکت ہو جاتے ہیں۔ اور جانور گھٹ کر مر جاتا ہے مگر ذبیحہ میں جانور کی موت کا سبب انتہائی دماغی ضعف یا اس کا دم گھٹنا نہیں بلکہ وہ ہوتا ہے۔ جو ذبیحہ کی علت غائی ہے یعنی جسم سے مکمل اخراج الدم ہو جانے کی وجہ سے اس کی حرکت قلب بند ہو جاتی ہے۔ یوں تو دونو صورتوں میں ہی موت حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے واقعہ ہوتی ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ جھٹکے میں دل اس لئے ٹھیرتا ہے۔ کہ دماغ کو سخت ضعف پہنچتا ہے اور سانس گھٹ جاتا ہے۔ گو خون ابھی جسم میں باقی رہتا ہے۔ مگر ذبیحہ میں اس لئے دل ٹھیرتا ہے کہ خون مکمل طور پر خارج ہو جاتا ہے۔

پس ذبح کرنے سے خون فاسد مکمل طور پر جانور کے جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد گوشت استعمال کرنے سے انسانی صحت پر برا اثر نہیں پہنچتا۔ مگر جھٹکے میں چونکہ خون باقی رہتا ہے اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ خون میں رقیق فطری قویٰ کو نقصان پہنچانے والے جراثیم ہوتے ہیں اس لئے جھٹکے کا گوشت مضر صحت ہوتا ہے۔

مکمل اخراج الدم کے لئے ضروری امور

اسلام نے ذبح کرنے کا جو طریق رکھا ہے۔ اس سے چونکہ اخراج خون مکمل طور پر ہو کر فاسد خون سے گوشت بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہی بہترین طریق ہے۔ جیسا کہ ذیل کے امور سے ظاہر ہے۔

اول۔ اخراج الدم کے لئے ضروری ہے۔ کہ جسم کے اس مقام کو کاٹا جائے۔ جہاں بڑی بڑی شریانیں اور وریدیں ملتی ہوں۔ اس طرح شریانوں کا منہ دیر تک کھلا رہتا ہے۔ اور خون زیادہ مقدار میں خارج ہو سکتا ہے۔

دوم۔ ضروری ہے کہ خون نکالتے وقت دماغ کا تعلق جسم کے ساتھ قائم رکھا جائے اور جانور کو دماغی ضعف یا صدمہ نہ پہنچے۔ کیونکہ دماغی ضعف سے دل کی حرکت سست ہو جاتی ہے اور عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں جس سے اخراج دم میں دیر لگتی ہے۔ بلکہ اگر دماغ کو زیادہ ضعف پہنچے۔ تو قلب کی حرکت فوراً بند ہو جانے سے دورۂ خون رک جاتا ہے اور مکمل طور پر خون کا اخراج نہیں ہو سکتا۔

سوئم۔ مکمل اخراج الدم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جانور کی موت واقع ہونے سے پہلے اس کا قلب حرکت کرتا رہے کیونکہ اس حرکت سے خون جسم سے خارج ہوتا ہے اگر قلب جلدی ٹھیر جائے تو خون جسم کے اندر رہ جاتا ہے۔

چہارم۔ یہ بھی ضروری ہے کہ زیادہ دیر تک جانور کا سانس چلتا رہے کیونکہ فعل تنفس کا دورانِ خون سے خاص تعلق ہے۔ اگر فعل تنفس یکدم بند ہو جائے۔ تو وریدی خون اطراف سے دل کی طرف آتا رک جاتا ہے۔ اور خارج نہیں ہو سکتا

پنجم۔ خون کے اخراج کے لئے اس بات کا ہونا بھی ضروری ہے کہ حلال کرنے کے بعد جانور بے حس و حرکت نہ ہو جائے۔ کیونکہ عضلات کے پھیلنے اور سکڑنے سے وریدوں کو دل کی طرف خون لانے میں مدد ملتی ہے۔ اگر جانور آناً فاناً بے حرکت ہو جائے تو اخراج الدم نہیں ہو سکتا۔

یہ سب باتیں اسلامی طریق ذبح میں پائی جاتی ہیں۔ جھٹکا یا مشین کے ذریعے ہلاک کردہ جانوروں میں نظر نہیں آتیں اس لئے ان کا خون مکمل طور پر خارج نہیں ہوتا اور ان کا گوشت انسان کے لئے ایسا مفید نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ذبح کئے ہوئے جانور کا۔

جھٹکہ کے نقصانات

جھٹکہ میں چونکہ حرام مغز کا تعلق دماغ سے منقطع ہو جاتا ہے اس لئے عضلات یکدم بے حس و حرکت ہو جاتے ہیں۔ قلب کی حرکت فوراً بند ہو جاتی ہے سانس گھٹ جاتا ہے اور اس طرح خون کا زیادہ حصہ اندر ہی رہ کر گوشت کو مضر صحت بنا دیتا ہے۔ پھر جھٹکہ اور ذبیحہ میں یہ بھی فرق ہے کہ جھٹکہ میں موت دماغی صدمہ اور دم گھٹنے کی وجہ سے ہوتی ہے مگر ذبیحہ میں موت مکمل اخراج الدم کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام نے جو طریق بتایا۔ یقیناً وہی طریق انسانی جسم اور روح کے لئے مفید ہے رہا یہ کہنا کہ جھٹکہ میں موت جلدی واقع ہو جاتی ہے اور ذبیحہ میں دیر سے۔ اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ تکلیف کا احساس موت کے جلدی یا دیر سے واقع ہونے پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ اخراج الدم پر بھی ہے۔ جھٹکہ میں جانور کی موت جلدی واقع ہو جاتی ہے۔ تو کیا۔ لیکن اس طرح چونکہ مکمل اخراج الدم نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم اسی طریق کو ترجیح دیں گے۔ جو مفید ہے۔ پس ذبیحہ جس کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ یقیناً تمام مروجہ طریقوں سے افضل اور یہ اسلام کی فضیلت کا کھلا ثبوت ہے۔

خاکسار
مرزا منور احمد متعلم مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

کیا اسلام میں بیمۂ زندگی جائز ہے؟

ریویو انگریزی کے ایک مضمون کا جواب

کسی صاحب ایس۔ ایم۔ ایس نے ریویو انگریزی کے جولائی نمبر میں ایک مضمون شایع کرایا ہے۔ جس میں آپ نے بیمۂ زندگی کی حمایت میں بہت سے دلائل پیش کئے ہیں۔ باوجودیکہ بیمۂ زندگی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے صریح طور پر ناجائز قرار دیا ہے۔ اور جماعت احمدیہ حضور کے اسی فیصلہ پر کاربند ہے۔ چونکہ ریویو انگریزی کے نامہ نگار صاحب نے اس بحث کو علمی طور پر اٹھایا ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ الفضل کے ذریعہ ان کے دلائل کا جواب دوں۔

ناجائز پہلو

میں نے انشورنس اور انشورنس لار کا مطالعہ کیا ہے۔ اور گورنمنٹ سیکورٹی لائف انشورنس کمپنی میں کالج کی طرف سے پریکٹیکل ٹریننگ بھی لے چکا ہوں۔ اور اسی تجربہ کی بنا پر میں نے ایک مقالہ یعنی Thesis پیر دقلم کیا تھا۔ جو پنجاب یونی ورسٹی جرنل آف کامرس اینڈ اکونامکس میں شائع ہو چکا ہے۔ میں نے جس قدر بھی اس مسئلہ پر غور کیا ہے۔ میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ لائف انشورنس اپنے حقیقی اصول کی بنا پر تو اسلام میں ناجائز نہیں۔ بلکہ عین مطابق شریعت ہے۔ مگر اس کی آگے جو فروعات ہیں۔ اور جس ڈھنگ سے یہ کمپنیاں اپنا روپیہ خرچ کرتی ہیں۔ اور جس مد سے پالیسی ہولڈروں میں بونس تقسیم کیا جاتا ہے۔ وہ یقیناً ناجائز ہے۔

لائف انشورنس کے اصول

قبل اس کے کہ ہم بیمۂ زندگی کے حسن وقبح پر بحث کریں۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ لائف انشورنس کے موٹے موٹے اصول بیان کر دئے جائیں۔ تاکہ ناظرین اس کو مناسب طور پر ذہن نشین کر سکیں۔

بیمۂ زندگی کا اصل یہ ہے۔ کہ جو شخص اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے۔ وہ بیمہ کی ایک رقم مقرر کر کے ہر ماہ یا ہر سہ ماہی یا ہر ششماہی یا ہر سال حسب معاہدہ ایک قلیل رقم بطور پریمیم یا قسط کمپنی کو ادا کرتا رہتا ہے۔ جب مقررہ مدت ختم ہو جاتی ہے۔ تو اس کو یہ رقم مع نفع کے مل جاتی ہے۔ اگر پالیسی ہولڈر اس مدت کے اختتام سے پہلے ہی وفات پا جائے۔ تو اس کے رشتہ داروں کو کمپنی وہی رقم ادا کرے گی۔ جس کا اس شخص نے بیمہ کرایا تھا۔ خواہ اس کی جمع شدہ رقم اصل پالیسی سے عشر عشیر ہی کیوں نہ ہو۔

فرض کیجئے ایک شخص نے دس ہزار روپے کا بیمہ کرایا ہے اور وہ ہر ماہ بیس روپے کی رقم کمپنی کو ادا کرتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے۔ کہ پچیس تیس برس کے بعد (یا جتنے سال بھی مقرر کئے جائیں) اس کو یہ رقم مل جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ وہ دو ماہ کے بعد فوت ہو جائے۔ اور اس کے رشتہ داروں کو اس کی اصل پالیسی کی رقم جو دس ہزار روپے مقرر شدہ تھی۔ ادا کر دی جائے۔ اس بات کی پرواہ نہیں۔ کہ بیمہ شدہ شخص نے صرف چالیس روپے جمع کرائے تھے

زائد رقم کہاں سے آتی ہے؟

اب سوال یہ ہے۔ کہ زائد رقم کہاں سے آتی ہے۔ یہ ایک وسیع علم ہے۔ اور اس کو Actuarial Science. کہتے ہیں۔ اس کی رو سے ایک سو برس کی رفتار اموات کے اعداد وشمار جمع کر کے ان کی اوسط نکال لی جاتی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ہزار آدمیوں میں سے ہر سال پندرہ آدمی راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں۔ تو ان پندرہ اشخاص کا بوجھ ۹۸۵ پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

مثلاً اگر ایک شخص فوت ہو جائے۔ تو بجائے اس کے کہ اس کے پسماندگان کا بوجھ صرف ایک شخص اٹھائے۔ وہ ۹۸۵ آدمیوں پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

باہمی ہمدردی اور اسلام

اس سے ظاہر ہے۔ کہ بیمۂ زندگی کا اصول باہمی ہمدردی پر قائم کیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ یتیموں کا بوجھ صرف کسی ایک آدمی کے سر پر پڑے۔ وہ ساری قوم پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور یہ اسلامی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص مصیبت کے وقت اپنے بھائیوں کی امداد کرتا ہے۔ اس کی مدد خدا خود کرے گا۔ اس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ جو نظریہ باہمی ہمدردی اور ارتباط کے اصول پر قائم کیا جائے۔ وہ ناجائز نہیں ہو سکتا۔

نفع کے مشتملات

مگر ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے۔ انشورنس کمپنیوں کا طریقہ عمل صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ ان کی ساری بنا سود اور محض سود پر ہے۔ نفع کو لے لیجئے۔ اس کے تین ذرائع ہیں

اوّل:۔ رجسٹریشن کے وقت ہر کمپنی گورنمنٹ کو ایک خطیر رقم بطور ضمانت ادا کرتی ہے۔ جس پر اسے سود دیا جاتا ہے۔ اور یہ سود نفع میں محسوب کر لیا جاتا ہے

دوم:۔ اخراجات واموات کے اندازہ سے جو رقم بچ جائے۔ وہ بھی بونس میں شمار کر لی جاتی ہے۔ مثلاً اگر Actuarial Science. سے یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ہر سال پندرہ آدمی راہیٔ عدم ہوتے ہیں۔ تو وہ احتیاط کی خاطر بیس کا حساب رکھیں گے۔ گویا ان کو پانچ اشخاص کی رقم کا ہر سال نفع ہو گا۔ اسی طرح اخراجات کے بارہ میں کیا جا سکتا ہے

انشورنس کیوں ناجائز ہے؟

ظاہر ہے۔ کہ نفع میں سود کی ملونی ضرور ہے اور سود چونکہ ناجائز ہے۔ اس لئے ہم انشورنس کو جائز نہیں قرار دے سکتے۔ مضمون نگار صاحب نے سارا زور اس بات کے ثابت کرنے میں صرف کر دیا ہے کہ یہ رقم جو بطور بونس ادا کی جاتی ہے۔ سود سے بالکل منزہ ہے اور اس کو نفع کا نام دینا چاہیئے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ سود کی تعریف یہ ہے۔ کہ "ایک مقررشدہ رقم جو مقررہ میعاد کے بعد ایک مقررہ رقم پر ادا کی جاتی ہے۔" لیکن یہ نفع جو انشورنس کمپنیاں بطور بونس کے پالیسی ہولڈروں میں تقسیم کرتی ہیں۔ چونکہ ہر سال تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کو سود نہیں کہا جا سکتا۔

سوال یہ ہے۔ کہ اس نفع کے اجزاء کیا ہیں۔ جیسا کہ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں۔ یہ محض سودی روپیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے

کیا سود ناگزیر ہے؟

پھر آپ تحریر فرماتے ہیں "اگر یہ اعتراض کیا جائے۔ کہ یہ کمپنیاں اپنا روپیہ سود پر دیتی ہیں۔ تو یہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کہ آج کل بغیر سود کے کام ہو ہی نہیں سکتا" ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ موجودہ حالات میں سود کا بے حد رواج ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ سود جائز ہو گیا۔ موجودہ اقتصادی نظام عالم کی یہی خرابی ہے جسے ہم دور کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ بنکنگ اور انشورنس آج کل کے زمانہ کی دو لاعلاج بیماریاں ہیں۔ جو بظاہر تو بے ضرر معلوم ہو رہی ہیں۔ لیکن فی الحقیقت وہ اقتصادی نظام کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ یہ سب عمارت دھڑام سے نیچے آ گرے گی۔ نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سودی روپیہ نے بین الاقوامی معاملات میں جو پیچیدگی پیدا کر رکھی ہے۔ وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اگر جرمنی آج قرضخواہ ملکوں کے استبداد کے نیچے کچلا جا رہا ہے۔ تو اس کی وجہ محض سود ہے۔ بہر حال یہ وقت ہے۔ کہ ہم اقوام عالم کو اس آنیوالے خطرہ سے آگاہ کریں۔ اور تمام سودی اداروں کی شدت سے مخالفت کرنے میں اپنی تمام تر کوشش صرف کر دیں۔

اسلامی انشورنس

آخر میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اسلام نے انشورنس کا خاطر خواہ انتظام کیا ہوا ہے۔ اس کے لئے اس نے ایک تو باہمی ہمدردی اور تعاون کی تلقین فرمائی۔ اور دوسرے زکوٰۃ کا ادارہ قائم کیا۔ جس سے غریبوں اور یتیموں کی پرورش کی جاتی ہے۔ اس سکیم میں کسی سودی روپیہ کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا یہی قابل ستائش ہے۔ اور ہمیں اسی کو مضبوط بنانا چاہئے۔

(خاکسار عبدالرحمن [illegible])

مولوی محمد علی صاحب بدوملہوی رضی اللہ عنہ

میرے والد حضرت مولوی محمد علی صاحب نے بچپن میں چونکہ علاوہ مروجہ تعلیم کے ابتدائی دینی تعلیم بھی حاصل کی تھی اس لئے بچپن میں ہی آپ کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ احمدیت سے پہلے بھی آپ کو تبلیغ اسلام کا شوق تھا۔ کہیں پادریوں سے تبادلہ خیالات کرتے۔ کہیں آریہ دوستوں سے آزادی اور دلیری سے بات چیت کرتے۔ پسرور ہائی سکول میں زمانہ طالب علمی میں اپنے ایک سکھ ہم جماعت کو مسلمان کیا آپ کا معمول تھا۔ کہ جہاں جاتے قرآن مجید کا درس دینے لگ جاتے۔ ایک مشن سکول میں مدرس تھے۔ سکول ٹائم سے پہلے درس قرآن دیتے اور اس بات کی قطعًا پرواہ نہ کرتے کہ پادری یا انسپکٹر ناراض ہوگا۔ آپ کے خلاف پادری نے درس قرآن مجید کی وجہ سے اور بحث و مباحثہ سے تنگ آکر رپورٹ بھی کی۔ مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ قرآن کریم پر غور و تدبر ہی سلسلہ احمدیہ میں آپ کے داخل ہونے کا موجب ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ سے پہلے کا آپ کو تعارف تھا۔ جب حضرت خلیفہ اول رضؓ احمدیت میں داخل ہوگئے۔ تو آپ نے بھی یہ سمجھ کر بیعت کی۔ کہ جب اتنا بڑا قرآن دان حضرت مرزا صاحب کو سچا مانتا ہے تو یہ ضرور سچے ہیں۔ دین کی ہتک آپ برداشت نہیں کرتے تھے۔ ہاں اپنے نفس کی خاطر رنج اور ناراضگی سے پہلو تہی کرتے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت کا بڑا جوش اور شوق رکھتے تھے۔ خصوصًا دینی تعلیم کا آپ نے اپنی اولاد کو ابتدائی دینی تعلیم خود دی۔ حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ غریب دوستوں کے ساتھ زیادہ محبت سے پیش آتے۔ آپ کے دوستوں کو بھی آپ سے کمال محبت تھی۔ کسی دوست یا شاگرد کے ہاں خوشی کی تقریب پر حسب حیثیت ضرور کچھ دیتے۔ اس کے خلاف کبھی کسی سے لیتے نہ تھے۔ میرے سامنے ایک دفعہ عید کے موقع پر ایک شاگرد نے پانچ روپے نذرانہ پیش کیا مگر آپ نے نہ لیا۔ قادیان آنے سے پہلے آپ کی عمر کا زیادہ حصہ مدرسی میں گذرا۔ قادیان میں نظارت بیت المال کی طرف سے قریبًا دس سال انسپکٹر انجمن ہائے احمدیہ رہے۔

مہمان نوازی آپ کی طبیعت [illegible] تھی۔ دوستوں کے لئے نہایت فراخ دل مہمان نواز تھے۔ [illegible] غربت بھی خلوص اور محبت سے مہمان کی خدمت کرتے۔ مہمان نوازی کے وقت یہ خیال نہ ہوتا تھا۔ کہ گھر میں گھر والوں کے لئے کچھ باقی رہے گا یا نہیں۔ مہمان کی خدمت میں کسی قسم کی عار نہ محسوس کرتے۔ ایک طرف طبیعت کے نہایت غیور اور خوددار واقع ہوئے تھے۔ تو دوسری طرف شگفتہ مزاج اور خنداں رو تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرتے ہی آپ کو نبی یقین کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۸۹۶ء میں ایک مولوی کے ساتھ بحث میں یا بنی آدم اما یاتینکم الخ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور نبوت پر استدلال کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق پہلے سے ہی آپ کو یقین تھا کہ خلافت کیلئے اللہ آپکو ہی منتخب کریگا۔ اکثر مولوی محمد علی صاحب کو اس بارہ میں لمبے لمبے خطوط لکھتے۔ بدوملہی میں میر مدثر شاہ صاحب سے نبوت پر نہایت کامیاب اور باثر مباحثہ کیا۔ اور نبوت کے متعلق نوٹ بکوں کے لئے بڑی بڑی جلدیں طیار کراتے تاکہ سفر میں کام آئیں۔ بوجھ سے پھٹ جاتیں۔ اپنی عمر کے آخری تین سال میں نوٹ تیار کرنے میں حد سے زیادہ محنت کی۔ ان کے اردگرد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پرانے اخبارات و رسائل کا انبار لگا رہتا۔ قرآن سے مختلف مضامین اخذ کرکے نوٹ لکھتے رہتے تھے۔ قرآن مجید کے علاوہ ذکر الٰہی اور دعا آپ کی غذا تھی۔ معمول تھا۔ کہ صبح کی نماز کے بعد کچھ ذکر الٰہی کرتے۔ پھر قرآن مجید پڑھاتے۔ پھر خود بھی غور و تدبر کرتے۔ بعض دقیق مسائل پر علمائے کرام سے تبادلہ خیالات کرتے نماز اشراق کے پابند تھے۔ پیرانہ سالی اور بیماری کی حالت میں بھی باجماعت نماز کے پابند رہے۔

ان کی بہت سی دعائیں ان کے دوستوں کے حق میں قبول ہوئیں۔ کئی دوستوں نے سخت مشکلات میں ان کی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھے۔ آپ کی بلاناغہ دعا تھی کہ میری وفات کے وقت اولاد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ یہاں موجود ہوں۔ حضور خود ان کا جنازہ پڑھائیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوں۔ چہرہ پُر نور ہو۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ آخری دم تک حواس بالکل صحیح رہے۔ اپنے منہ میں آخری سانس تک عرق اور شہد ڈلوایا۔ آپ کی روح نے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء کو عین نماز مغرب کی اذان کے اختتام پر جسم خاکی سے پرواز کیا۔ عمر آپ کی ۷۲ ½ سال تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام [illegible] کے دوستوں اور شاگردوں کی خدمت میں عرض ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم دونو بھائیوں کے ہاں اولاد عطا فرمائے۔ ہم بھی اپنے والد صاحب کی طرح نیکوں اخلاق اور عبادت میں نمونہ بنیں۔ خاکسار بشیر الدین احمد پسر مولوی محمد علی صاحب بدوملہوی قادیان

چندہ کشمیر اور احمدی مستورات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں چندہ کشمیر کے لئے جہاں احمدی جماعتوں کے افراد کوشش کرتے ہوئے ثواب حاصل کر رہے ہیں۔ اور نہ صرف خود ایک پائی فی روپیہ ماہوار ادا کر رہے ہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں احمدی مستورات بھی حضور کے ارشاد کی تعمیل میں کشمیر کی بیواؤں اور یتیموں کی امداد کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ چنانچہ اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل رقوم مستورات کی طرف سے داخل ہوئی ہیں۔

(۱) جنجا۔ افریقہ سے محترم زینب بیگم صاحبہ اہلیہ اے ایچ۔ احمدی نے۔ ۱/۴ شلنگ کی رقم بہ تفصیل ذیل ارسال کی ہے

اہلیہ صاحبہ منشی دین محمد صاحب مرحوم ۔ ۱۰/- شلنگ
ہاجرہ بیگم صاحبہ بنت منشی دین محمد صاحب مرحوم ۔ ۱۰/- "
والدہ صاحبہ عبداللہ صاحب ۔ ۲/- "
مریم بیگم صاحبہ ۔ ۴/- "
سردار بیگم صاحبہ ۔ ۵/- "
مائی صاحبن صاحبہ ۔ ۲/- "
اکلیم صاحبہ ۔ ۵/- "
رابعہ بیگم صاحبہ ۔ ۵/- "
زینب بیگم صاحبہ ۔ ۲/- "

(۲) اہلیہ صاحبہ حکیم محمد الدین صاحب پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ نے مبلغ بیس روپیہ کی رقم احمدی مستورات سے وصول کی۔ جس میں چار روپیہ کی رقم دیگر مسلمان خواتین کی بھی ہے۔

کوشش کرنے والی اور چندہ دینے والی بہنوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ خاکسار۔ برکت علی خاں فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ

سٹار ہوزری کی طرف سے اعلان

چودھری اکبر علی صاحب ساکن سروکی ضلع گجرات میاں عبد الرحمٰن صاحب آف پٹیالہ اور چودھری بشیر احمد صاحب چکوالی کو ہوزری کے حصص فروخت کرنیکے لئے مقرر کیا گیا ہے احباب ان کی ہر طرح مدد کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ اور کوشش کرکے دو ہزار حصص کے خریدار مہیا کر دیں تاکہ کام شروع کیا جاسکے۔ نیز وہ احباب جنہوں نے حصص خرید لئے

اخبار "مسلمان" سوہدرہ کی کذب بیانی

میری نظر سے اخبار مسلمان سوہدرہ کا پرچہ مجریہ یکم اگست ۱۹۳۳ء گزرا جس میں ایک مضمون بعنوان "مرزا صاحب مسلمان تھے یا کافر" درج ہے اور اس میں انصار اللہ جماعت احمدیہ وزیرآباد کے ایک تبلیغی دورہ مورخہ ۲۲ جولائی کے متعلق ذکر کرتے ہوئے سخت کذب بیانی اور دروغ بافی سے کام لیا گیا ہے۔ میں ملک ہدایت اللہ صاحب راقم مضمون ہذا کو معذور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آپ اس مجلس میں جسکا ذکر کیا گیا ہے۔ خود موجود نہ تھے۔ جو کچھ کسی نے بتلایا لکھ دیا۔ لیکن ان تمام کذب بیانیوں کا ایڈیٹر اخبار مسلمان کو ذمہ وار گردانتا ہوں۔ جنہوں نے باوجود اصل حالات سے واقف ہوتے ہوئے اس جھوٹ کے پلندے کو اپنے اخبار میں جگہ دی۔ اس لئے اس وقت میرے مخاطب بھی وہی ہیں میں ان کی کذب بیانیاں بمعہ اصل حقیقت درج ذیل کرتا ہوں۔

فرماتے ہیں۔ "پچھلے ہفتہ کا واقعہ ہے۔ کہ وزیرآباد کے چند مرزائی آوارہ گردی میں پھرتے پھراتے سوہدرہ جانکلے" حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا۔ مولوی عبدالمجید صاحب نے جناب چوہدری عزیز اللہ صاحب بی۔ اے وکیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ وزیرآباد کو دعوت دی۔ کہ وہ مذہبی گفتگو کے لئے کسی روز سوہدرہ آئیں۔ اسی وجہ سے تین احمدی مسجد اہلحدیث متصل دفتر اخبار "مسلمان" پہنچ گئے۔ جہاں جاتے ہی مولوی صاحب سے اپنے آنے کی غرض بیان کر دی۔ پس یہ چند مرزائی آوارہ گردی میں "پھرتے پھراتے" نہیں۔ بلکہ اپنے امام ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد اور اپنے پریذیڈنٹ کے حکم کے ماتحت تبلیغ ایسے مقدس فرض کو ادا کرنے اور آپ لوگوں کو دعوت الی الحق دینے کے لئے خصوصاً آپ کی خدمت میں آپ کے وعدہ کے مطابق حاضر ہوئے تھے۔

آگے فرماتے ہیں "بعض مسلمانوں کو مرزائیت کی طرف بہکانے لگے۔ مولانا عبدالمجید صاحب مدیر مسلمان کو جو پتہ چلا۔ تو آپ ان کے پاس پہنچے" حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ مسجد میں پہنچ کر چوہدری عزیز اللہ صاحب نے مولوی صاحب کو تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے پیغام بھیجا جس کا جواب آپ نے یہ دیا۔ کہ ان سے کہدو کہ اگر تبادلۂ خیالات یا بحث مباحثہ کرنا ہے۔ تو میں ہرگز نہیں آسکتا۔ اور اگر ملاقات کرنی ہے۔ تو وہ اس سے پہلے ہو چکی ہے۔ قاصد دوسرا پیغام لے کر گیا ہی تھا۔ کہ مولوی صاحب مسجد میں تشریف لے آئے۔ اور اپنی عدیم الفرصتی کا اظہار کیا۔ اس سے قبل نہ کسی سے احمدیت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اور نہ مولوی صاحب بعض مسلمانوں کو بہکانے کی خبر پا کر ہمارے پاس پہنچے

پھر لکھا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا "کہ آپ یہاں کس طرح آگئے یہاں تو بفضلہ سب کے سب مسلمان آباد ہیں۔ اور ایک مرزائی کا بچہ بھی نہیں۔ جو آپ کو بلا بھیجتا" حاشا وکلا مولوی صاحب نے ہمیں ہرگز یہ نہیں کہا۔ بلکہ یہ فرمایا تھا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگ آج دورہ تبلیغ پر ہیں۔ اور اگر بالفرض کہا ہے تو یہی جھوٹ ہے۔ کہ یہاں (سوہدرہ میں) تو بفضلہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ کیا سوہدرہ میں کوئی ہندو۔ سکھ۔ عیسائی نہیں۔ ہیں اور یقیناً ہیں۔ اور پھر یہ بھی جھوٹ ہے۔ کہ سوہدرہ میں ایک مرزائی کا بچہ بھی نہیں" حالانکہ سوہدرہ میں ایک گھر احمدیوں کا ہے۔

پھر اگر مولوی صاحب نے یہ ظاہر کرنا چاہا۔ کہ گویا احمدی ہی احمدیوں کو بلا بھیجتے ہیں۔ اور دوسرے مسلمان احمدیوں کو نہیں بلاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ گزشتہ سال سیرت النبی کے جلسہ پر خود مولوی صاحب نے حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کو اپنے جلسہ میں وعظ کرانے کے لئے بلا بھیجا تھا۔ اور وعظ کرایا تھا۔ اور اب بھی ہمارا جانا مولوی صاحب کی تحریک پر تھا۔ علاوہ ازیں میں پوچھتا ہوں۔ کیا خود موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو تبلیغ حقہ کی ضرورت نہیں۔ اگر انکار ہو۔ تو ذرا اپنے اسی یکم اگست والے اخبار کے صفحہ ۹ پر نظر ڈالیں جس میں نام نہاد علماء کا رونا روتے ہوئے اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی لکھتے ہیں۔ "اندریں حالات سب سے پہلا کام مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا سامنے آتا ہے۔ اور زیادہ محنت اسی پر صرف کرنی پڑیگی" پس ہم بھی ع

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

کے ماتحت سوہدرہ کے مسلمانوں کو حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

اس کے آگے آپ وفد کی آمد کی غرض وفد کی زبانی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ جواباً "مولانا نے فرمایا۔ کہ اگر آپ نیک نیتی سے یہ کہہ رہے ہیں۔ تو مجھے اس سے کوئی انکار نہیں۔ میں ہر وقت آپ سے تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہوں" میں اوپر وفد کا پیغام اور مولوی صاحب کا جواب نقل کر چکا ہوں۔ ناظرین خود سمجھ لیں۔ کہ مولوی صاحب تبادلۂ خیالات کے لئے کسقدر تیار تھے۔ وفد نے حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے مولانا سے جب عرض کیا۔ کہ بہت اچھا آپ کام کریں۔ مگر شام تک تھوڑا سا وقت صرف کر دیں۔ تو فرمانے لگے شام تک کیا کل تک بالکل نہیں۔ پھر کسی دن آجانا اس وقت تک مولوی صاحب اور چند دیگر اشخاص وہاں تھے۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ اور لوگ بھی آنے شروع ہو گئے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے خود ہی سلسلہ کلام شروع کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدزبانی کرنے لگ گئے وفد نے تحمل سے برداشت کرتے ہوئے ان کو شرافت اور تہذیب کا واسطہ دیا۔ مگر مولوی صاحب برابر رٹے جاتے تھے۔ مرزا مسلمان تھا یا کافر مسیح تھا۔ یا دجال اسی پر بات کروں گا۔ پانچ پانچ منٹ وقت مقرر کر لو۔

لکھا گیا ہے۔ کہ جب مولانا نے مجبور کیا۔ اور حاضرین نے بھی اس پر اصرار کیا۔ تو مرزائیوں نے تنگ آکر یہ کہا۔ کہ اچھا جس موضوع پر آپ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لکھ کر ہمیں دے دیں۔ ہم پھر سوچ کر جواب دیں گے۔" مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ جب مولوی صاحب اپنی ضد اور ہٹ سے باز نہ آئے۔ اور حاضرین پر ثابت کرنا چاہا۔ کہ یہ لوگ مرزا صاحب کو مسلمان ثابت نہیں کر سکتے۔ تو خاکسار نے مولوی صاحب کو پر زور چیلنج کیا۔ کہ آیئے بسم اللہ مسلمان کی تعریف از روئے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پیش کریں۔ اپنے پیشکردہ موضوع پر پانچ پانچ منٹ وقت مقرر کر کے اسی وقت اسی مسجد اور اسی مجلس میں تبادلۂ خیالات شروع کر دیں۔ اگرچہ ہمارے مد نظر حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف مسلمان بلکہ مجدد دوراں۔ نبی الزمان خلیفۃ اللہ مسیح موعود مہدی معہود ثابت کرنا ہے۔ لیکن ہم آپ کا یہ عذر بھی توڑ دیتے ہیں۔ اس وقت مولوی صاحب کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔ مولوی صاحب نے فوراً ایک آدمی کو کاغذ قلم دوات لانے کے لئے کہا۔ اور پھر ایدلتے ہوئے لکھنا شروع کر دیا۔ کہ مابین انجمن اہلحدیث و جماعت احمدیہ وزیرآباد مناظرہ قرار پایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں نے مولوی صاحب کی توجہ ان کے مذکورہ بالا الفاظ کی طرف مبذول کرائی۔ اور عرض کیا۔ کہ مناظرہ تو کوئی قرار نہیں پایا۔ البتہ اسی جگہ اور اسی وقت تبادلۂ خیالات ہونا قرار پایا ہے۔ مگر مولوی صاحب فرمانے لگے نہیں نہیں اب عام پبلک میں ہی مناظرہ ہوگا۔ بہیترا وفد نے مولوی صاحب کو اپنے الفاظ پر قائم رہنے کی درخواست کرتے ہوئے فوراً تبادلۂ خیالات شروع کرنے کے لئے کہا۔ مگر مولوی صاحب کسی کی نہ سنتے۔ اور بھلا برا کہنے لگتے آخر جب مولوی صاحب اپنی بات پر بھی قائم نہ ہوئے۔ تو خاکسار نے ان کے عذر لنگ کو توڑتے ہوئے ان کو تحریری چیلنج دینے کو کہا۔ آپ نے اسی وقت چیلنج لکھ دیا۔ اور خاکسار نے منظور کرتے ہوئے شرائط کا فیصلہ کرنے کے لئے درخواست کی۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ کہ شرائط سابقہ مناظرات وزیرآباد والی ہی ہوں گی۔ اور مناظرہ تقریری ہوگا۔ اپنے چیلنج اور میرے جواب اور اپنے جواب الجواب کو مولوی صاحب نے درج اخبار کر دیا ہے۔ لیکن لکھا ہے۔" اس کے بعد مرزائیوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ نہیں نہیں ہم تحریری مناظرہ کریں گے۔ تقریری مناظرہ نہیں کریں گے۔" گویا کہ یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ آپ کے جواب الجواب کے بعد کوئی تحریری جواب ہماری طرف سے ان کو نہیں دیا گیا۔ حالانکہ ان کے رقعہ ۲ کے جواب میں خاکسار نے مندرجہ ذیل تحریر دی جسے مولوی صاحب نے عمداً شائع نہیں کیا۔ "آپ کے رقعہ کے جواب میں عرض ہے۔ کہ تحریری مناظرہ سے بہر دو فوائد حاصل ہوں گے۔ عوام کو پرچہ تحریری پڑھ کر سنا دیا جائے گا اور نیز آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے آپ کا یہ مناظرہ یادگار رہیگا۔ چونکہ یہ مناظرہ کا موضوع غالباً پہلی دفعہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے ایسا مناظرہ تقریری نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ تحریری ہونا چاہیئے۔ پس میں باادب معروض ہوں کہ آپ تحریری مناظرہ سے گریز نہ کریں۔ دیگر مناظرہ تحریری بمقام سوہدرہ ہوگا۔ تاریخہائے مناظرہ بعد اس فیصلہ کے مقرر کی جائیں گی۔

اس کا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا۔

جواباً عرض ہے۔ کہ ہم تقریری مناظرہ کرینگے۔ آپ تحریری کی آڑ لے کر فرار اختیار نہ کریں۔ اگر جرأت ہو تو میدان میں آئیں۔ چونکہ آپ پہلے کئی مناظرے تقریری کر چکے ہیں۔ اس لئے اگر آپ نے اس موضوع پر تقریری مناظرہ نہ کیا۔ تو آپ کا فرار سمجھا جائیگا۔ خاکسار: عبدالمجید خادم سوہدروی"۔

اس کے جواب میں خاکسار نے ایک رقعہ لکھا جس میں سابقہ مناظرات وزیر آباد میں مولوی صاحب اور آپ کے ساتھ عام پبلک کا امن شکن رویہ ظاہر کرتے ہوئے اور تحریری مناظرہ کا پُرامن طریقہ بیان کرتے ہوئے مکرر تحریری مناظرہ کے لئے للکارا۔ لیکن مولوی صاحب نے رقعے کو پھاڑ ڈالا۔

مولوی صاحب! اگر ہمارا تحریری مناظرہ کا مطالبہ کرنا فرار ہے تو کیا میں انہی الفاظ میں جواب دوں جو آپ کے اسی پرچہ میں آپ کے "امیر اہلحدیث گوجرانوالہ" نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے اختلاف انتخاب امارت کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں پڑھیں اور غور کریں۔ ہم نے چیلنج منظور کر لیا اور عرض کیا کہ گفتگو تحریری ہونی چاہیئے کیونکہ ہمیں بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ تقریری گفتگو سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ آپ مجلس میں ایک بات تسلیم کر لیتے ہیں مگر اس کے بعد خود ہی اس کے پابند نہیں رہتے۔

مولوی صاحب نے ہمارا تقریری مناظرہ سے تو فرار ظاہر کر دیا۔ مگر آپ نے ہماری اس شرط کو جو ہم نے دوران گفتگو میں تقریری مناظرہ کو بھی منظور کرتے ہوئے پیش کی تھی۔ ظاہر نہیں کیا جو یہ تھی۔ کہ "اگر آپ لوگ یہ تحریر کر دیں۔ کہ دوران مناظرہ میں جس فریق کی طرف سے تالیاں پیٹی جائیں گی۔ یا نعرہ مارا جائیگا یا شور ڈالا جائیگا یا آوازہ کسا جائیگا۔ تو وہ فریق فریق مخالف کو مبلغ -/۱۰۰ روپیہ بطور جرمانہ ادا کریگا" آپ نے اپنے آپکو اس ذمہ داری کو اٹھانے کے ناقابل سمجھتے ہوئے یہ خلاف عقل جواب دیدیا تھا۔ کہ فساد کا ذمہ آپ کا (احمدیوں کا) ہوگا۔ خواہ ہماری طرف سے ہو۔ خواہ تمہاری طرف سے۔ گویا کہ مولوی صاحب میدان مناظرہ کو میدان جنگ بنانیکا الٹی میٹم دے رہے تھے۔

فرماتے ہیں "اس وقت تو مرزائی یہ کہہ کر چلے آئے۔ کہ ہم خلیفہ صاحب سے اجازت لینگے۔ اگر مل گئی تو اطلاع دینگے" حالانکہ ہم نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ اور جب ہم نے آپ کے سامنے ہی آپ کے تمام رکیک عذرات توڑ دیئے تھے۔ تو ہمیں یہ الفاظ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس قدر خلاف بیانیوں کے بعد دوبارہ مناظرہ کا چیلنج کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ "ہم وزیر آباد کی مرزائیوں کو خصوصاً اور دیگر مرزائیوں کو عموماً چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ جب اور جس وقت اور جن شرائط کے ماتحت ہم سے اس موضوع پر تقریری بحث ...

... آپ کے سامنے سوہدرہ میں پیش کی گئی تھی۔ اور دیگر شرائط کے تصفیہ کے لئے ہمیں تاریخ اور مقام سے اطلاع دیں۔ یاد رہے کہ مبلغ -/۱۰۰ روپیہ کسی شخص مسلمہ فریقین کے پاس ایک ہفتہ قبل از تاریخ مناظرہ جمع کرانا ہوگا۔ حفظ امن فریقین کے ذمے ہوگا۔ صورت سوم:- اگر تحریری مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک نہایت معقول صورت ہے۔ تو ہم تیار ہیں۔ شرائط کا فیصلہ کرنے کے لئے تاریخ و مقام سے مطلع کریں۔ مولوی صاحب اگر بذریعہ اخبار ...

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی اصلاحات کے متعلق ٹریبیون کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ حکومت پنجاب اس وقت حلقہ ہائے انتخابات کے مسئلہ پر غور کرنے میں مصروف ہے۔ اس کے پیش نظر پر اور قِل فرنچائز کمیٹی کی تجاویز ہیں۔ اور اس سوال پر بحث ہو رہی ہے کہ آیا ان تجاویز میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اگر قانون اصلاحات جولائی ۱۹۳۴ء تک منظور ہو گیا۔ تو ۱۹۳۵ء کے خاتمہ سے قبل عام انتخابات عمل میں آجائینگے

مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی کو ۲ ستمبر شملہ میں پولیس نے گرفتار کر لیا۔ یہ گرفتاری اس بناء پر ہوئی ہے۔ کہ آپ نے بمبئی پولیس کے خلاف حاجیوں پر لاٹھی چارج کرنے کا الزام عائد کیا تھا۔ پولیس کمشنر کا مطالبہ تھا۔ کہ غیر مشروط معافی طلب کریں۔ ورنہ مقدمہ چلایا جائیگا۔ آپ نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری قابل ضمانت تھی مگر [illegible] پانچ گھنٹے کے بعد [illegible]

شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سر جارج شسٹر ممبر خزانہ کی واپسی پر گورنمنٹ ہند کے دفاتر شملہ آنے کا معاملہ ایک بار پھر زیر بحث آگیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دہلی سے شملہ آنا ایک بہت بڑی فضول خرچی ہے۔ ان غیر ضروری اخراجات سے بچنے کے لئے دفاتر کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں رہے۔ اور موسم گرما میں محض کیمپ شملہ آجایا کریں۔ اگر تمام دفاتر کا شملہ آجانا بند کر دیا جائے۔ تو پندرہ لاکھ کی سالانہ بچت ہو سکتی ہے۔

مدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر برج کو ۲ ستمبر فوجی افسران کے ساتھ مسٹر پیڈی سابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی قبر کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ مسٹر پیڈی ۱۹۳۱ء میں انقلاب پسندوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ اس قتل کے سلسلہ میں اب تک ۴۰ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ زخمی حملہ آور جو ہسپتال میں زیر علاج تھا۔ ۳ ستمبر کو مر گیا۔

گاندھی جی وائسرائے ہند کو ایک چٹھی لکھنا چاہتے تھے لیکن پونہ سے ۳ ستمبر کی اطلاع ہے کہ ہوم ممبر کے بیان کے بعد انہوں نے وائسرائے کے نام خط لکھنے کا ارادہ فسخ کر دیا ہے۔

"ایوننگ نیوز" بمبئی کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی جی پر اس بات کے لئے زور دیا جا رہا ہے کہ وہ سیاسیات سے علیحدہ ہو جائیں۔ اور اپنا سارا وقت صرف اچھوتوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے صرف کر دیں۔ آپ کے سامنے یہ تجویز بھی رکھی جا رہی ہے کہ ہری جن تحریک کے سلسلہ میں ملک بھر کا دورہ کریں۔

سیاسی قیدیوں کا ایک اور جتھا ۳ ستمبر کو کلکتہ سے انڈیمان بھیجا گیا۔ اس سے پہلے ایک سو سیاسی قیدی گذشتہ چھ ماہ میں انڈیمان بھیجے جا چکے ہیں۔

اٹلی اور سوویٹ گورنمنٹ کے درمیان پانچ سال کے لئے ایک معاہدہ طے پایا ہے۔ جس کے ماتحت وہ ایک دوسرے پر حملہ نہیں کرینگے۔ اور نہ ہی دونوں ممالک کسی ایسے تجارتی معاہدہ میں شامل ہونگے۔ جو ان دونوں میں سے کسی کے مفاد کے خلاف ہوگا۔ اس قسم کا ایک معاہدہ فرانس اور روس کے درمیان بھی ہو چکا ہے۔

اڑیسہ سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ امسال سیلاب کی وجہ سے اڑیسہ میں ساٹھ ہزار مکان گرے اور بارہ سو مربع میل کے رقبہ کو نقصان پہنچا۔

لیگ آف نیشنز نے عورتوں اور بچوں کی خرید و فروخت کے انسداد کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مشرق و مغرب [illegible] فروخت بہت کم ہوتی ہے۔ لیکن منچوریا اور شمالی چین میں یہ رسم خطرناک طور پر ترقی پذیر ہے

سر میلکم ہیلی گورنر یو۔ پی کے متعلق شملہ کے باخبر حلقوں میں کہا جا رہا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ وہ انگلستان سے واپس نہیں آئیں گے۔ آپ واپس آئیں گے اور اس وقت تک ہندوستان میں ہی رہیں گے۔ جب تک اپنی میعاد گورنری پوری نہیں کر لیتے۔

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ چونکہ ابھی تک باجوڑیوں نے ان تین اشخاص کو گورنمنٹ کے حوالے نہیں کیا۔ جن کی حوالگی کا ان سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس لئے گورنمنٹ اس علاقہ میں ایک اور مہم بھیجنے کی تیاری کر رہی ہے

شہریار دکن کی حکومت نے حال میں نظام ساگر کے تالاب کی تکمیل کی ہے۔ یہ دنیا کا عظیم ترین تالاب ہے۔ اس پر ۴ کروڑ روپیہ کے قریب صرف ہوا ہے۔ تقریباً ۶۰ مربع میل زمین پر محیط ہے۔ اور ایک ہزار مربع میل سے زیادہ زمین کی آبپاشی کرے گا۔ بسا اوقات اس کی تعمیر میں ایک وقت تقریباً بیس ہزار آدمی مصروف رہے۔

برلین سے یکم ستمبر کی اطلاع ہے کہ فلسطین کو نقل وطن کرنے والے یہودیوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے

بمبئی کونسل نے ایک مسودہ قانون منظور کیا ہے جس کی رو سے پولیس کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ عادی مجرموں کو ضلع بمبئی کی حدود سے خارج کر دے۔ ہوم ممبر نے بل پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس مسودہ قانون کی دفعات کے ماتحت صرف وہ مجرم آئینگے۔ جو تین مرتبہ سے زیادہ سزایاب ہو چکے ہوں۔

لکھنؤ سے یونائیٹڈ پریس کا ایک تار مظہر ہے کہ گاندھی جی بہت جلد لکھنؤ آرہے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور پنڈت مدن موہن مالویہ بھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر لیڈران کو بھی لکھنؤ بلایا جائیگا۔ اور اس بات کا فیصلہ کیا جائے گا۔ کہ گورنمنٹ کے موجودہ رویہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کانگرس کو اب کیا پوزیشن اختیار کرنی چاہیئے۔

"رائز ویکلی" لنڈن لکھتا ہے کہ اگر اب کی مرتبہ بھی گاندھی جی نے قانون کی خلاف ورزی کی۔ تو انہیں ایک مکان میں نظر بند کر دیا جائیگا۔ اور سوائے ہریجن تحریک کے کام کے اور کوئی کام کرنے کی اجازت نہ دی جائیگی۔

مسٹر اینے کے اس بیان کا ذکر کرتے ہوئے جس کے ماتحت کانگرس کمیٹیوں کو توڑ دیا گیا تھا۔ پنڈت جواہر لال نے ۴ ستمبر کو الہ آباد میں کہا۔ کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کانگرس آرگنائزیشن اس وقت تک کام نہ کرے لیکن یہ بات بالکل صاف ہے کہ جب کبھی موقع آئیگا یہ پھر سے اپنا کام شروع کر دے گی۔ آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ سوائے کانگرس کے مکمل اجلاس کے کسی شخص کو اس آرگنائزیشن میں بنیادی تبدیلی کرنے کا حق حاصل نہیں۔ لہذا تمام کانگرس کمیٹیاں بدستور سابق زندہ ہیں۔

جے پور سے ۲۸ اگست کی اطلاع ہے کہ ریاست کے نظام میں بہت تبدیلیاں واقعہ ہونے والی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دہلی کے سابق چیف کمشنر مسٹر تھامسن جے پور آرہے ہیں انہیں ریاست کا چیف منسٹر اور ریاست کی کونسل کا وائس پریذیڈنٹ بنایا گیا ہے۔

مسٹر دیوداس گاندھی کے متعلق ہوم ممبر نے ۴ ستمبر کو اسمبلی میں کہا۔ اگر وہ دہلی چھوڑنے پر رضامند ہو جائیں۔ تو حکومت انکی رہائی کے مسئلہ پر غور کر سکتی ہے۔

سرحد پر بمباری کے خلاف مولانا شفیع داؤدی نے ۴ ستمبر کو اسمبلی میں تحریک التوا پیش کی۔ جو منظور نہ ہو سکی۔ آرمی سکرٹری نے بتایا کہ ہوائی بمباری سے نہ صرف اخراجات میں کفایت رہی ہے بلکہ نقصان جان کے اعتبار سے بھی یہ طریق مفید ثابت ہوا۔ گذشتہ نو ماہ کی مدت میں ہماری طرف سے گیارہ جانیں تلف ہوئیں۔ اس سے قبل سینکڑوں جانیں اس قسم کے حالات میں تباہ ہو جایا کرتی تھیں۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی